یہ اخبار ہدایت آثار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن دفتر مطبع اہلحدیث سے شائع ہوتا ہے

R.G.L. No 352

THE AHL-I-HADIS, AMRITSAR.

اہلحدیث

امرتسر ۱۰ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۳ ہجری مطابق ۱۵ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء یوم جمعہ مبارک

اغراض اخبار ھذا

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قیمت اخبار سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے	[illegible]
والیان ریاست سے	[illegible]
رؤسا و جاگیرداروں سے	للعہ
عام خریداروں سے	[illegible]
چھ ماہ کے لئے	عہ
ممالک غیر سے	[illegible]

قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے نمونہ مفت۔ بیرنگ خطوط نامقبول ہونگے۔
نامہ نگاروں کے مضامین اور تازہ خبریں بشرط پسند مفت درج ہونگی۔
اجرت اشتہارات کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔
جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مالک مطبع ہونی چاہئے۔ ہر خریدار کو نمبر چٹ لکھنا ضروری ہے۔

مرزا حیرت دہلوی اور مرزا صاحب قادیانی

آپکے سجادہ نشین قیس ہوا ہے بعد

ہمنے کسی گذشتہ نمبر اہلحدیث میں بدلائل واضح ثابت کیا تھا۔ کہ ہر دو مرزا صاحبان اپنی خو خصلت میں یکساں ہیں اور مشابہت تامہ رکھتے ہیں۔ اُن وجوہ اور دلائل کے علاوہ اور بھی کئی ایک وجوہ ایسے پیدا ہو گئی ہیں جو ہمارے دعوے کی تائید کرتے ہیں۔ بلکہ بعض سخن فہم معصروں (مثل وطن وغیرہ) کی رائیں پہنچنے سے ہمیں اپنے دعوی کا یقین ہوتا ہے۔ ہمعصر وطن نے مرزا حیرت صاحب کی نسبت لکھا تھا۔ کہ اگر کوئی الگ ہو کر آپ سے امام حسین کی شہادت کا واقعہ پوچھے تو آپ صاف کہینگے۔ کہ میاں باؤلے ہوئے۔ انکار کیسا ہے؟ ہم تو صرف شہرت چاہتے ہیں۔ یہی گمان مرزا صاحب

17 DEC 05

قادیانی کی نسبت بعض اکابر کا ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ دل سے نہیں کہتے بلکہ محض دنیا سازی سے کہتے ہیں۔ کئی ہفتوں سے بوجہ سفر وغیرہ ضروریات کے زن گزٹ نہیں دیکھا تھا۔ اب جو دیکھا۔ تو مرزا حیرت صاحب کی تقریر مندرجہ ۲۳۔ اکتوبر پر نظر پڑی۔ تو سخت حیرت نہیں بلکہ خوشی ہوئی کہ حضرت وطن کا خیال قریب قریب صحیح ثابت ہوا۔ آپ نے اصل مضمون کو چھوڑ کر ادھر ادھر کی بعض دُور ازکار باتوں کو لیکر ہماری مباحثہ کے چیلنج کو یوں ہی ٹال دیا۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اہل حدیث ۱۳۔ اکتوبر میں لکھا گیا تھا۔ کہ حیرت صاحب اپنے اعلان کے مطابق لاہور آئیں تو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے متعلق ہم سے بحث کر لیں۔ اسکا جواب چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ بہت اچھا آتا ہوں مگر غیرت گذری کہ ایسا جواب نہ آیا۔ کیونکہ ایسا جواب آنے سے ہماری پہلے دعوی کی تکذیب لازم آتی تھی۔ کہ یہ دونوں مرزا صاحبان ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں یعنی بہت سے امور میں باہمی مشابہت رکھتے ہیں۔ مباحثہ سے گریز کرنے میں بھی ان حضرات کو پوری مشابہت ہے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ مرزا صاحب قادیانی نے بھی اپنے رسالہ اعجاز احمدی میں متعدد مقامات پر مجھے دعوت دی تھی کہ قادیان میں آکر تحقیق کر لو۔ لیکن جب خاکسار بلا کسی بہانہ کے [illegible] کی طرح قادیان بھی جا پہنچا۔ تو حضرت کو یاد آگیا۔ کہ میں نے خدا سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ کسی مخالف سے بحث نہ کرونگا۔ اسیطرح مرزا صاحب دہلوی نے اس مشابہت کو پورا کیا کہ پہلے تو بڑے زور سے دعوی کیا۔ کہ کوئی مخالف ہے۔ کہ ہم سے بحث کرلے۔ لاہور دہلی۔ لکھنؤ۔ کلکتہ۔ ان شہروں میں سے کہیں آجائے مگر جب ہمنے لاہور کو منتخب کر کے مرزا صاحب دہلوی کو چیلنج دیا۔ تو مرزا قادیانی کی طرح لگے آپ بہانے کرنے چنانچہ اسی پرچہ ۲۳۔ اکتوبر میں لکھتے ہیں۔ کہ

"جب آپکی تحقیق کی یہ کیفیت ہے تو آپ حضرت امام حسین کی شہادت کیونکر ثابت کر سکینگے اور کون ایسا کم عقل ہوگا۔ کہ آپ سے مناظرہ کرکے وہ اپنے اور لاکھوں آدمیوں کے وقت کا خون کریگا"

اس کلام ہدایت نظام میں جناب حیرت صاحب نے اپنے حق میں تعلّی اور مخاطب کی جو توہین کی ہے۔ وہ مخفی نہیں۔ بہر لطف یہ ہے۔ کہ خود ہی بطور طنز کے مجھے لکھتے ہیں۔ کہ

"علماء کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ مخاطب کو جاہل بتا دیں" ۲۳۔ اکتوبر ۰۵ء

حیرت صاحب ابتلائے علماء کا یہ پہلا فرض آپ نے کیوں اختیار کر لیا کیا آپ اپنے کو اس فرض کا متحمل جانتے ہیں۔ ہاں یاد آیا۔ کہ آپ متحمل کیا اس فرض کے موجد ہیں۔ آپ نے اس ایجاد کا فخر ان دنوں حاصل کیا تھا جن دنوں آپ نے جناب مولوی حافظ نذیر احمد خاں صاحب ہیڈ لیکچرار کو زیر مشق بنا رکھا تھا کہ اپنے معمولی اوچھے پن سے اُن کے صغائر کو بھی کبائر بتا رہے تھے۔ پھر اُن دنوں تو آپکو بہت ہی فخر تھا۔ جن دنوں آپ علماء اسلام پر زور و اردو [illegible] تلوار سے حملے کرتے تھے۔

حیرت صاحب! آپ بھی یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ علماء اپنے مخاطب کو جاہل سمجھتے ہیں؟ واللہ! انچہ بو العجبی است۔ تمام دنیا کی گندی گالیاں جو آپ نے علماء کرام کو عموماً اور مولوی نذیر احمد خاں کو خصوصاً دی ہیں۔ اخباری دنیا ابھی نہیں بھول گئی ہے؟ پھر اس پر تُلے پڑتے ہیں!

ہاں بغور توجہ فرمایئے! کہ خاکسار چونکہ آپ کی دعوت مباحثہ کو قبول کر چکا ہے اسلئے آپکا فرض ہے کہ آپ اپنی دعوت سے روگرداں نہ ہوں۔ اور ناحق اپنی خجالت پر پبلک کو مطلع نہ کریں ۲۳۔ اکتوبر کے پرچہ میں جو آپ نے اہلحدیث کی نسبت بعض اعتراضات لکھے ہیں اسکا جواب بھی اسی جلسہ بحث میں سب سے پہلے سُن لیجئے گا۔ پس آپ طیار ہو جائیں اور روانگی کی اطلاع خاکسار کو دیں تاکہ امرتسر سے ایک ساتھ لاہور کو جائیں ؎

یاں کے آنیکا مقرر تا صبا وہ دن کرے
جو تو مانگے گا وہی دونگا خدا وہ دن کرے

آرین اخبارات کی غلط بیانی

(مرسلہ از برٹش افریقہ)

مولانا! السلام علیکم۔ چونکہ آپ وقتاً فوقتاً ان آریہ سماجیوں کی غلط بیانی پر جو ان کے اخباروں کا شیوہ ہے ان کی گوشمالی کیا کرتے ہیں گذارش ہے کہ منصلہ ذیل چند سطور کو آپ ضرور ملاحظہ فرماویں۔ شاید آریہ کی دلچسپی کا باعث ہوں۔ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء کا آریہ گزٹ اگر آپکی نظر سے گذرا ہو تو شاید آپکو یاد ہوگا۔ کہ صفحہ ۸ پر ایڈیٹر صاحب نے [illegible] کی کارروائی کو ایک افریقی آریہ کی زبانی درج کیا ہے جسکا بہت سا حصہ [illegible] غلط ہے۔ نہ معلوم ان لوگوں کو ایسے آپ ہی جھوٹی تعریفیں کرتے [illegible]

ahmadimuslim.de

حاصل ہوتا ہے - میں ایک باہر کے سٹیشن پر ملازم ہوں اور اتفاق سے چند روز کے لئے انہیں ایام میں نیروبی آیا ہوا تھا - جب کہ بھائی صاحب موصوف نیروبی میں تشریف لائے جس فصاحت و بلاغت سے انہوں نے یہاں پر انگریزی اردو میں لکچر دئے اور جو کچھ دلعزیزی انہوں نے یہاں کی پبلک میں حاصل کی ہے اسکو کچھ ہمیں کے لوگ اچھی طرح سے جانتے ہیں - یا بھائی صاحب موصوف کا دل ہی جانتا ہوگا - مگر ہم نے خیال کیا تھا کہ ہمیں اس سے کیا غرض ؟ یہ ان لوگوں کے اپنے معاملات ہیں مگر جب میں دیکھتا ہوں - کہ باوجود اس شرمندگی کے جو ان آریہ صاحبان کو بھائی پرمانند کے لکچروں سے حاصل ہوئی - یہ لوگ اس کارروائی پر نہ صرف فخر کرتے ہیں - بلکہ ہندوستان میں بھی لوگوں کو دھوکا دہی کی کوشش کرتے ہیں - اسلئے میں آپ کو بھائی صاحب کے لکچروں کا ایک معمولی سا اسکیچ کھینچکر بتاتا ہوں

۱۱ - جولائی کی صبح کو آریاؤں نے عام لوگوں میں یہ مشہور کر دیا کہ ہندوستان میں امسال کانگریس کے جلسے پر یہ قرار پایا ہے کہ چند ڈیلیگیٹ ہندوستان کی طرف سے انگلستان روانہ کئے جائیں تاکہ وہ رعایا کے حقوق گورنمنٹ کے گوش گذار کریں - چنانچہ لالہ لاجپت رائے وغیرہ تو براہ راست روانہ انگلستان ہو گئے اور بھائی پرمانند صاحب پہلے جنوبی افریقہ کو تشریف لیجاویں گے ہم یہاں کی رعایا کی تکالیف کے مختصر سے نوٹ لیکر انگلستان جاکر دوسرے ڈیلیگیٹوں میں جا ملینگے - آپ غور فرما سکتے ہیں - کیا اس قسم کا فسانہ سنکر جو خواہ مخواہ ہر ایک ہندوستانی کا دل ایسے شخص کے خیر مقدم کے لئے چاہتا ہے جو ملک کی بہبودی کے لئے دور دراز سفر پر جا رہا ہو - چنانچہ یہ خبر بالکل ٹھیک ہے - کہ نیروبی اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے واسطے قریباً چالیس معزز ہندوستانی جنمیں ہر مذہب و ملت کے آدمی شامل تھے - گئے تھے میں کہتا ہوں - چالیس کیا بلا مبالغہ تمام ان ریلوے کارخانے کے قلیوں کے پچاس سے زیادہ آدمی تھے - اب پلیٹ فارم پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں - کوئی کہتا تھا کہ ان کے گذشتہ سفر نا چاہئے - کہ ریلوے لائن بناتے وقت یہاں پر شیر انسانوں کو بیچارے کی تلف ہو گئیں - سینکڑوں آدمیوں کو شیر کھا گئے - اور اب جیسا سب کام تیار ہو گیا ہے تو انگریز آن موجود ہوئے ہیں غرضیکہ ہر ایک اپنا اپنا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کر رہا ہے - تھوڑے عرصے میں گاڑی آ پہنچی - لوگوں کی نظریں سب سیکنڈ اور فرسٹ کلاس گاڑیوں کی طرف تھیں - کہ ان میں سے کسی میں پروفیسر صاحب تشریف فرما ہونگے اور چونکہ کسی کو شناخت تو تھی ہی نہیں - سب لوگ ایک پارسی کی طرف جو کہ سیکنڈ کلاس میں سے اترا تھا - تقریباً استقبال کے لئے جھپٹ ہی پڑے تھے کہ ادھر سے مہاشہ صاحب انٹر میڈیٹ میں سے ایک پرانی وضع کا گھٹنا پہنے ہوئے لمبا سا پرانی وضع کا کوٹ اور پگڑی پہنے ہوئے ہاتھ میں ایک پوتھی لئے ہوئے نکل آئے - اور خود آکر نمستے کہکر سب کو اپنی طرف متوجہ کیا - بس پھر کیا تھا - پھولوں کے ہاروں کی شامت آ گئی - کچھ اسکے سر پر کچھ اسکے کپڑوں پر کچھ پاؤں میں غرضیکہ آریہ مہاشوں نے سارے پلیٹ فارم پر پھول بکھیر دئے - مگر بیشمار ہندوستانی اور خصوصاً انگریز لوگ حیران تھے - کہ یہ لوگ اس بیچارہ سادہ لوح کی اسقدر خوشامد کیوں کر رہے ہیں - اس کے اپنے بشرہ سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اسقدر عزت یا آؤ بھگت کے قابل نہیں - مگر تاہم بعض لوگوں کا بقول شخصے

تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

یہ خیال تھا - کہ ممکن ہے - یہ شخص ایک عالم متبحر ہو - سادہ پوشاک پر کچھ منحصر نہیں - غرضیکہ ان کو بگھی میں بٹھا کر یہ لوگ ان کو گھر لیگئے مگر پھر تمام ہندوستانی ہندو رہ گئے - کیونکہ مسلمان اور دیگر اقوام کو تو اسیوقت تسلی ہو گئی تھی - جسوقت گاڑی سے اترتے ہی سماج کے پردھان صاحب نے اپنی ہی سماج کے ممبروں کو ان سے انٹروڈیوس کرایا - کہ یہ سماج کے پردھان ہیں - یہ منتری ہیں - یہ خزانچی ہیں - یہ بڑے سرگرم ممبر ہیں - وغیرہ اور لوگوں کا جو اسقدر تکلیف اٹھا کر آئے تھے نام ہی نہیں - اسدن ہم پروفیسر صاحب سے دوسرے دن شام تک کے لئے رخصت ہوئے دوسرے دن میں بازار میں کچھ سودا لے رہا تھا - اور دوسری گاڑی میں اپنے اسٹیشن کو واپس جانے کی تیاری کر رہا تھا - کہ ایک انگریزی تقسیم ہوتا ہوا دیکھا - جسمیں لکھا تھا - کہ مسٹر پرمانند صاحب ایم اے پروفیسر ڈی اے وی کالج تین دن تک سماج میں انگریزی و اردو لیکچر دے کر سب پبلک کو مستفید کرینگے - یہ دیکھکر میری بیتاب طبیعت نے مجھے مجبور کیا - کہ خواہ کچھ ہی ہو - اردو و لیکچر تو ضرور ہی سننا اس میں شک نہیں کہ ایم اے اور پروفیسر کے لفظ نے عوام کو غیر معمولی طور پر اپنی طرف متوجہ کیا ہوا تھا - چنانچہ اسدن سماج کا سارا مندر ہندوستانیوں

ahmadimuslim.de

گوالی (داخل گوا) اور عیسائیوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر ایک کے دل میں یہ تھا کہ اب پروفیسر صاحب کھڑے ہو کر ایک فصیح اور مدلل لکچر دینگے جس سے کہ یہاں پر پبلک کی نظروں میں آگے سے زیادہ پنجابیوں کی وقعت ہو جائیگی کہ ان میں بھی ایسے ایسے لائق اشخاص ہوتے ہیں۔ مگر ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نکلا

پروفیسر صاحب کے اٹھتے ہی تاڑنے والی نظروں نے تاڑ لیا کہ پروفیسر صاحب صرف کالج کے طالب علموں میں ہی لکچر دینے والے ہیں پبلک میں لکچر دینا ان کے لئے ذرا ٹیڑھی کھیر ہوگی کیونکہ آپ کے ہاتھ اور پاؤں کانپ رہے تھے جیسا کہ بید لرزہ کم ہوتا۔ اور پروفیسر صاحب کا لکچر شروع ہوا۔ باوجودیکہ بے ربط سلسلہ کلام کے جو انہوں نے اول ہی سے شروع کیا تھا۔ آپ کو اِن لفظوں کا ذخیرہ اسقدر کم تھا کہ ان کو اپنے مطلب کے اظہار کے لئے موزوں لفظ نہ ملنے کی وجہ سے اصلی مقصد ہی خبط ہو جاتا تھا۔ یہاں کے بنگالی اور مدراسی لوگ وغیرہ انگشت بدنداں تھے کہ پنجاب کے علاقہ میں ایسے ہی گریجویٹ نکلتے ہیں جو پوری روانی کے ساتھ اظہار مطلب انگریزی زبان میں نہیں کر سکتے۔ یہاں تک نوبت ہو جاتا تھا۔ کہ دو دو تین تین بار ایک فقرہ کو شروع کرکے جب آگے لفظ نہیں ملا۔ تو پھر اس فقرہ کو دوہرایا۔ اور آخرکار چھوڑ کر دوسری طرز پر بیان کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر کسی طرح کرتے دہرتے بن نہ پڑتی تھی اور دیکھئے۔ آپ بیان بھی کیا کرنے لگے ہیں ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ انگریزی میں پبلک کو سنانے لگے ہیں جو کہ سینکڑوں کتابوں میں ہو چکا ہوا ہے القصہ ادہر اُدہر کی باتوں میں تھوڑا سا وقت ٹال کر آپ اپنی سمجھ کے میدان دھتی پر آ گئے۔ اور عیسائیوں کے مذہب پر بزدلانہ حملے کرنے لگے (مسلمانوں کی طرف اس وجہ سے پہلے مخاطب نہیں ہوئے۔ کیونکہ اُن کے ساتھ آگے ہی پیٹنے سُنا ہے۔ کہ مقدسہ ماندی تک نوبت پہنچ چکی تھی) عیسائی وہاں پر کوئی انگریز تو تھا ہی نہیں۔ معمولی گوالی ہی تھے۔ اُن میں سے بعض کو تو بیہودہ الفاظ سُنکر جوش آ گیا۔ مگر تاہم اُن میں سے ایک شخص نے نہایت ضبط سے کام لیکر کہا۔ کہ پروفیسر صاحب ہمیں آپ کے مذہب کے حالات دریافت کرنیکا ازحد شوق ہے اور ہم کو آپ کے کام سے ازحد دلچسپی ہے بشرطیکہ آپ اپنے تمام اصول بلاکم وکاست بیان کرکے ہمیں سُنا دیں (خواہ نیوگ کا ذکر نہ ہی ہو) اور اس طرح سے آپ ہمارے پیغمبر (حضرت عیسےٰ) کی شان میں برے بھلے الفاظ کہکر ہماری نظروں میں کچھ زیادہ وقعت حاصل نہیں کر سکتے مگر اسپر پریذیڈنٹ صاحب نے (جو کہ بذات خود ایک نہایت متعصب شخص ہے) جواب دیا۔ کہ ان کو اسی طرز پر سلسلہ کلام ختم کرنے دیجئے۔ اور بعد میں اعتراض کر لینا۔ اسپر تمام عیسائی لوگ جن کی تعداد دس سے زیادہ تھی سلام کہکر اٹھ گئے۔ باقی وہی ڈہاک کے تین پات سماج کے دو چار دس ممبر رہ گئے تھے۔ مجھے اسبات پر بے اختیار ہنسی آتی تھی۔ کہ سماجک بہائیوں نے بیچارے غریب ان پڑھ بازار کے بنئے لوگوں کو بھی گھیر گھار کر اپنی رونق بڑھانے کے لئے سماج میں باندھ رکھا تھا۔ اور وہ بھی ایسے تھے۔ کہ باوجود انگریزی کا ایک لفظ نہ سمجھنے کے وہاں پر بیوقوفوں کی طرح آگے بڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن میں سے بعض سر ہلا ہلا کر واہ واہ بھی کر رہے تھے (کیا کہتے ہیں) اس میں شک نہیں کہ اسوقت مجھے خود اُن کی حالت پر رحم آ رہا تھا۔ اور میرا دل ہی دل میں کہ رہا تھا۔ کہ ان بیوقوفوں نے اپنی جہالت سے ایک بھرے ہوئے مجمع کو خالی کر دیا ہی۔ اور اب ہندوستان سا معلوم ہوتا ہے میں ادہیر دو دیکر دو دن گیا ہی نہیں۔ مگر لوگوں سے سُنا۔ بہت کم آدمی جانتے ہیں جو ٹھیک آپ انگریزی اسقدر روانی سے بھی نہیں بول سکتے تھے جیسے کہ بعض ریلوے گارڈ اور اسٹیشن ماسٹر بول لیتے ہیں۔ اُردو کا تو حال آپ جانتے ہی کہ آپ اپنا مطلب ظاہر کرنے کے لئے ایک فقرہ میں دو حرف اردو کے تو چار بہاشا کے تو پانچ کہاشا کے ملا کر کھچڑی سی بنا دیتے ہیں جسکا ایک ادنیٰ نمونہ آپ کے مجوزہ میموریل تغلیب الاسلام[1] حصہ دوم میں موجود ہے بہائی جی آپ نے تو اور میں کہتا ہوں۔ کہ ہندوستانیوں کی اسلاک میں بھی مٹی خراب کر دی۔ کیونکہ عموماً انگریزوں کا اُس دن سے ان لکچروں کا ذکر سنکر یہ یقین ہو گیا ہو کہ ہندوستانیوں میں جو بی اے سلیم آتے ہوتے ہیں۔ وہ بھی برائے نام ہی ہوتے ہیں۔ اور نرے کندہ ناتراش ہی کالجوں سے نکل آتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس سے آریہ سماج نے کونسی فخر کی بات حاصل کر لی ہے بلکہ الٹا شرم کا مقام ہے۔

(راقم:۔ ایک سچی کہنے والا)

(ایڈیٹر) خط کو مزن کرکے بھیجا کیجئے۔ ۲ معتصوا یہاں ویدیہ ہو؟

[1] جواب تقلیب الاسلام جسکی قیمت ۷ ہے۔ (منیجر اہلحدیث)

ahmadimuslim.de

اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح البخاری

(از سید حسن بسمل پھلواروی)

تمام اہلسنت والجماعت کے نزدیک صحیح بخاری اصح الکتب ہے اور عامہ اہل علم اسکی صحت پر متفق ہیں۔ اسکی حدیثوں کو موضوع کہنا تو بڑی بات ہے ضعیف بھی نہیں کہا جا سکتا۔ ناسخ و منسوخ کی بحث یا راجح و مرجوح کی تکرار اور شئے ہے اسکو صحت اور سقم سے بحث نہیں۔ غرض یہ کہ اسکی حدیثیں اور واقعات سب صحیح اور صحیح ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ عالیجناب میرزا حیرت صاحب نے واقعہ شہادت سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام سے انکار کرتے ہوئے شیعوں کی الیسی معتبر اور صحیح و معتبر کتاب صحیح بخاری کی حدیث و روایت کو (جو چونکہ امر بحق جناب سید الشہداء کی شہادت کا مذکور ہے) لغو اور غلط بتاتے ہیں صحیح بخاری جلد اول باب مناقب الحسن والحسین ص۵۳ میں شہادت کے متعلق دو حدیثیں مذکور ہیں ایک جناب عبد اللہ بن عمر رض کی کہ آپنے ایک عراقی کے احرام میں قتل مکھی کے استفسار کر فرمایا۔ کہ اہل عراق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے (امام حسین) کو تو قتل کر ڈالا۔ اور مجھ سے قتل مکھی کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ دوسری حدیث حضرت انس رض کی ہے۔ کہ ابن زیاد بدنہاد کے پاس امام حسین کا سر لایا گیا۔ تو اسنے چھڑی سے حضرت امام کے لب و دنداں کو جنبش دی۔ اور آپکے حسن کی بابت کچھ کہا۔ اسپر جناب انس رض بولے یہ (حسین رض) رسولخدا صلعم سے بہت مشابہ تھے۔ اول الذکر سے تو میرزا صاحب نے بالکل چشم پوشی کی لیکن حضرت انس رض کی روایت پر اپنی عقلی شبہات پیش کر کے اسے غلط اور کذب فرماتے ہیں کہ ان گزٹ مطبوعہ ۱۵ ستمبر صفحہ ۲ میں جہانتک ہو سکا اس روایت پر شبہات پیش کئے ہیں۔ جنکا خلاصہ یہ ہے:۔ کہ حضرت انس رض جیسے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ کا اس مقام پر ہونا اور ابن زیاد کا ان کے سامنے بے ادبی کرنا اور انکا خاموش رہنا۔ بالکل عقل کے خلاف ہے اور حضرت انس رض کی توہین ہے مشکل یہ ہے کہ میرزا صاحب کو کوئی سمجھاوے تو کسطرح اور کیونکر؟ طبقات صحابہ کو وہ نہ مانینگے۔ کتب حدیث کو وہ نہ مانینگے۔ اور علم معقولات کا یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

حضرات! جناب انس رض نے بصرہ میں سکونت اختیار کی تھی خاص شہر سے دو فرسخ تک ان کے مکانات اور باغات تھے۔ جیسا کہ خود صحیح بخاری کے کتاب الجمعہ میں ہے اور اصابہ صفحہ ۱۳۳ اور استیعاب جلد اول ص۳۲ میں بھی مذکور ہے اور بصرہ کے عمائد و ممتاز لوگوں میں انکا شمار تھا اور ابن زیاد ان دنوں بصرہ کا گورنر تھا۔ پھر وہ کوفہ کا حاکم ہو کر قتل سید الشہداء پر مامور ہوا۔ کہ بغاوت اور بدامنی کے وقت سیاستہ عمائد اور رؤساء شہر و اطراف و جوانب حاضر کئے جاتے ہیں۔ اور اس سے مقصود سطوت و جبروت ہوتی ہے ابن زیاد نے اسی قاعدہ کے بموجب زید ابن ارقم رض اور انس بن مالک رض وغیرہما کو بھی بکڑ بلایا ہوگا۔ یہ کوئی عقل کے خلاف بات نہیں ہے۔

اب رہی یہ بات کہ حضرت انس رض سے صبر کیونکر ہو سکا اور اس بے ادبی و گستاخی پر اڑ کیوں نہ بیٹھے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ اتنے میں اسقدر قابو نہیں پاتے تھے۔ اور اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا پسند نہیں کرتے تھے اور زیادہ فتنہ کا بازار گرم کرنا ان کی مصلحت کے بالکل ہی خلاف تھا۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے حضرت عثمان رض کس بیرحمی سے قتل کئے گئے اسوقت حضرت سیدنا علی حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت سعد ابن ابی وقاص حضرت ابوہریرہ اور دیگر اعیان صحابہ رضوان اللہ علیہم موجود تھے۔ اپنی مجبوریاں تھیں وہ ان کی حمایت نہ کر سکے اور بعضے تو ایسے مجبور تھے کہ ان کے جنازہ پر بھی حاضر نہ ہو سکے۔ اسیطرح حضرت عبد اللہ بن زبیر رض کو مکہ میں سولی پر چڑہایا۔ اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رض اور جناب عبد اللہ بن عمر رض نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن بجز صبر کے اور کیا کیا۔ کوئی عاقل ان بزرگوار کو الزام نہیں دیسکتا۔ اسی طرح سے حضرت انس رض پر بھی کوئی الزام نہیں اور حضرت انس رض مصیبتوں پر بلاؤں پر اسقدر صابر تھے۔ کہ خود ان کی گردن پر حجاج نے ان کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے مہر کردی تھی مگر بیچارے حضرت انس رض صابر و شاکر رہے۔ استیعاب جلد اول ص۳۲ میں یہ قصہ مسند کے ساتھ موجود ہے۔ غرض اس حدیث پر جو آپ نے شبہات کئے ہیں وہ صحیح نہیں بلکہ لغو ہیں اور یہ حدیث اور یہ واقعہ بالکل صحیح ہے۔ اگر اس حدیث کے اسناد و رواۃ کے متعلق آپکو کوئی شبہ ہو۔ تو اسے بھی لیجئے۔ اس حدیث کے جتنے رواۃ ہیں محمد بن حسین۔ حسین ابن محمد۔ جریر اور محمد بن سیرین کوئی بھی ایسا نہیں جسپر ادنی تہمت تشیع کی لگی ہو۔ کتب رجال تقریب التہذیب لسان المیزان میزان الاعتدال وغیرہ ملاحظہ فرمالیجئے۔ ان لوگوں کے احوال میں ثقہ ثبت عابد کبیر القدر وغیرہ لکھا ہوا ہے۔ پھر ایسی اسناد کو مخدوش بتانا اور ماتن کو غلط اور بالکل مہمل کہنا کسقدر بیباکی اور نادانی ہے۔

ف ۔ تو بقیہ کے مولوی عبد الکریم اور لاہور کے مولوی غلام قادر اہل سنت سے نہ ہونگے۔ جو صحت بخاری کے قائل نہیں (اڈیٹر)

ahmadimuslim.de

آب میں بخاری شریف کی اصل حدیث مع ترجمہ نقل کر کے پھر مرزا صاحب کا ترجمہ نقل کرتا ہوں :- حدثنا محمد بن حسین بن ابراهیم قال حدثنا حسین بن محمد حدثنا جریر عن محمد عن انس بن مالک قال اتی عبید الله بن زیاد برأس الحسین فجعل فی طشت فجعل ینکت وقال فی حسنه شیئا فقال انس کان اشبههم برسول الله صلعم وکان مخضوبا بالوسمہ یعنی ابن زیاد کے پاس امام حسین کا سر لایا گیا اور ایک طشت میں رکھا گیا - پس وہ ٹھکراتا تھا - اور امام کے حسن کے بارہ میں کچھ بولا - حضرت انس نے فرمایا یہ رسول خدا سے بہت مشابہ تھے اور امام مظلوم وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے تھے -

آب مرزا صاحب کا ترجمہ ملاحظہ ہو - کرزن گزٹ مطبوعہ ۱۵ اکتوبر صفحہ ۲ کالم اول کے سر مقالہ میں ہے: مثلاً صحیح بخاری نے جہاں حضرت امام حسین کے فضائل سے بحث کی ہے وہاں اثنائے تذکرہ اور ذکر کیا ہے کہ جب عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حضرت امام حسین کا سر لایا گیا - تو حضرت انس نے جو ابن زیاد کے دربار میں موجود تھے سر کو دیکھ کے فرمایا کہ ابن زیاد جن لبوں پر بید کھڑکا رہا ہے ان لبوں پر میں نے رسول اللہ کے لب کو مس کرتے ہوئے دیکھا ہے حضرات! یہ ترجمہ ہے یا محض افترا - انس نے تو لبوں کے مس کرنے کا ذکر بھی نہیں کیا - ہندوستان میں اسوقت عربی جاننے والے خدا کے فضل سے بہت ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی تراشیدہ عبارت بخاری میں کہیں ہے؟ ہرگز نہیں اصل یہ ہے کہ یہ زید ابن ارقم کا واقعہ ہے جو اور کتب حدیث میں مندرج ہے مرزا صاحب کو وہ سنا سنایا یاد تھا جھٹ اسے بخاری کے سر تھوپ دیا بس اسی سے مرزا صاحب کی تبحر علمی کا اندازہ ہو سکتا ہے - افسوس ہے کہ وہ اصل کتاب نہیں دیکھتے - یا شاید ترجمہ کی لیاقت نہیں رکھتے اور پھر ایک عظیم الشان دعوی کر بیٹھتے ہیں - انا للہ وانا الیہ راجعون

نوٹ :- دیگر ایڈیٹران اخبار سے بھی امید ہے کہ براہ خیر خواہی قومی عام مسلمانوں کی بھلائی کے لئے اس ضروری مضمون کو اپنے پرچوں میں جگہ دیکر مجھے ممنون فرمائینگے - والسلام

(ایڈیٹر) جب میرزا حیرت جناب شاہ محمد سلیمان صاحب آپ کے والد ماجد سے مباحثہ پر آمادہ ہیں - تو پھر اخباروں میں دلیل بازی کا کیا کام ایک جا بیٹھکر سب فیصلے ہو جائینگے - لیکن کیا حیرت صاحب مباحثہ کرینگے شروع میں نشر رائٹیکل دیکھئے *

حساب دوستان در دل

اصحاب ذیل کی قیمت ختم ہو گئی ہے لہذا اطلاع ہے کہ مہربانی کر کے یا تو خود ہی قیمت بھیج دیں - یا وی پی وصول فرمالیں - درصورت نامنظوری اطلاع بخشیں تو یہ مہربانی ہوگی -

عـ۴	امرتسر	عـ۵۶۹	دینا نگر
عـ۸	ایضاً	عـ۵۷۳	بہاولپور
عـ۱۱	ایضاً	عـ۵۷۶	بمبئی
عـ۳۲۹	نتھا گل - ضرابہ	عـ۵۸۵	بالاساقہ
عـ۳۳۱	بانکی پور	عـ۵۸۶	اوکھیر
عـ۴۱۹	منٹگمری	عـ۵۸۹	کلانور
عـ۴۲۶	دیودہا	عـ۵۹۰	جھنگ
عـ۴۲۹	جاکے	عـ۵۹۳	اسکوٹ
عـ۴۳۳	حیدرآباد	عـ۲۱۷	باسم
عـ۴۴۷	دانا پور	عـ۱۸۱	
عـ۴۶۳	چھپرہ	عـ۴۵۳	
عـ۵۰۵	سہارنپور	عـ۲۷۹	منٹگمری
عـ۵۶۷	بارہ کہوٹہ	عـ۲۷۳	لیوگنڈا ریلوے افریقہ
عـ۵۶۸	کیمپ بیلی	عـ۱۸۸	سیالکوٹ

اخلاقی جرأت

(از ... ...)

جو ہماری اصطلاح میں صاف گوئی یا بلند ہمت جرأت سے کام کرنیکی عادت کہلاتی ہے آدمی کے انسان بننے کے لئے ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ زندہ رہنے کیلئے سادہ و پاکیزہ ہوا کی - اس پاکیزہ خصلت کا منشا یہ ہے کہ انسان دل سے نہایت الائی بنا ہے اور جس چیز کو وہ صحیح اور حق سمجھتا ہو - کسی دوسرے کے خوف یا خطرے سے اس کے دائرہ سے قدم باہر نہ نکالے - اور اس بات سے نہ ڈرے - کہ یہ لوگ مجھے بدنام کرینگے یا نقصان پہنچائینگے یا جو نفع ذرا سا جھوٹ بول کر یا ریاکاری یا دکھلاوے سے حاصل ہو سکتا ہے - جاتا رہیگا - جو کوئی ان فضولیات

ahmadimuslim.de

کی خاطر یا لوگوں کے خوش کرنے کے لئے ایسی چکنی چپڑی باتیں بنا‌ئے اور جادۂ انصاف و صدق سے منحرف ہو سمجھو کہ اسقدر اسکا ایمان ضعیف ہے اور اس حالت میں کہ جب سے ہی اسکی انسانیت میں کمی ہو اور انسانیت میں کمی ہونے سے وہ شرافت اسلام کا کم مستحق ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ انسانیت اور اسلام دونوں ایک ہی جامع صفت کے مختلف نام ہیں۔ جو درجات اور تفصیل پر حاوی ہیں ؏

اس زمانہ میں نہایت شرم و تاسف کی بات ہے کہ ہم لوگوں کی ایسی ردی حالت ہے۔ کہ اس نیک صفت کی طرف کم لوگ توجہ کرتے ہیں اور جو ایسا بزدل اور ضعیف الاخلاق (Moral Coward) ہو۔ کہ ذاتی مصلحتوں کا لحاظ کرکے حق کا خون کرے اور ریاکاری اور کذب کی بدولت اپنا کام نکالے اور دنیا میں فروغ پائے۔ اسکی عام طور پر تعریف کیجاتی ہے اور اسکو چلتا پرزہ اور ہوشیار کہتے ہیں اور جو کوئی اپنی سچی رائے پر ثابت قدم ہو اور نیک نیتی سے اپنا کام کئے جاتا ہے وہ ضرور بہت سی تکلیفیں سہتا ہے۔ بہت نقصان اوٹھاتا ہے اور عام لوگ اسکی مذمت کیا کرتے ہیں۔ اور اسکو نکما کہتے ہیں۔ اور دنیا کے کام کا نہیں سمجھتے۔ ان کی رائے میں دنیا صرف بے ایمانی سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے مثل کہی ہے۔ چنانچہ مولانا روم کا قول ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

جبکہ ہم شجاع یا بہادر کہتے ہیں اسکے بھی یہی معنے ہیں کہ ان صفتوں سے موصوف شخص اپنے حق پر ثابت قدم و مستقیم رہتا ہے اسکے بچانے میں اپنی جان کھیل جاتا ہے۔ ایسی ہی اخلاقی صفات استقامۃ السیرۃ و صفوۃ النیۃ کی ہمیں جرأت دلاتی ہیں کہ ہم آزادانہ اور نڈر ہوکر اپنی سچی رائے پر اڑے رہیں اور اپنے ہم جنسوں اور ہم جولیوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کریں۔ اکثر دیندار میدان شجاعت میں بہادرانہ مردانگی دکھاکر اپنی جان دیدیتے ہیں۔ مگر اپنا دین نہیں چھوڑتے۔ جب مسلمانوں کو ملک اسپین (Spain) سے نکلنا پڑا۔ عیسائیوں نے ان کو شاید چوبیس گھنٹہ کی مہلت دی تھی۔ کہ اس عرصہ میں یا تو ملک چھوڑ دیں یا عیسائی ہوجائیں ورنہ قتل کئے جائیں گے۔ جبکہ جہاز اور کشتیاں ملگئیں چھوڑ بھاگے۔ باقی لاکھوں کھا سمندر میں ڈوب مرے۔ یا تہ تیغ ہوگئے۔ مگر اپنا مذہب نہ چھوڑا۔ ایسے ہی جب مسلمانوں نے ایران میں دخل کیا۔ "اطاعت" یا "اسلام" کا فرمان جاری تھا۔ نہرایڈ نبگ منش خاندان ہندوستان کو ہجرت کرگئے۔ جو اب تیرہ سو برس سے علاقہ بمبئی پر

آباد ہیں۔ یہ سب طبعی شجاعت کی مثالیں ہیں۔

جسکو اخلاقی جرأت (Moral Courage) کہتے ہیں اسکی جیسا کہ ہمنے اوپر کہا ہے یہی تعریف ہے کہ انسان اپنی رائے کے اظہار کرنے میں خائف نہ ہو۔ جو مذہب رکھتا ہو۔ اسی پر قائم رہے۔ تقیہ سے کام نہ لے جیسے کسی معمولی بہادر کو جان تک کا کچھ بھی اندیشہ نہیں رہتا۔ اور وہ باستقلال اپنے دشمن سے لڑتا ہے اور جان دیدیتا ہے ایسے ہی ثابت الرائے شخص اپنے دوستوں یا اپنی برادری یا غیروں کی مخالفت کی پرواہ نہیں کیا کرتا۔ اور جہالت کو بھی سمجھتا ہے۔ اس سے نہیں ہٹتا۔ پس یہ دونوں شجاعتیں جسمانی اور روحانی کہلائی جاسکتی ہیں اور یہ لازم نہیں کہ ہر پہلوان یا دلیر سپاہی جو اپنی جان کو ہتھیلی پر لئے رہتا ہے اسکے دل کو روحانی حقیقی بھی دلیرانہ شجاعت سے معمور ہو۔ گو میدان میں وہ اپنے دشمنوں کی گولیوں کی بوچھاڑ میں سینہ سپر کئے تنا کھڑا رہتا ہو اور تلوار چلاتا ہے۔ ممکن ہے کہ اپنی برادری میں وہ زبان کھولنے کی جرأت بھی نہ کرتا ہو۔ اور اپنی رائے کو ظاہر کرتے ہوئے ڈرتا ہو۔

علامہ ثعالبی نے لکھا ہے کہ حجاج (مشہور ظالم خلیفہ) نے کسی دن خطبہ پڑھنے میں بہت دیر لگائی۔ ایک شخص نے اٹھکر کہا۔ الصلاۃ فان الوقت لاینتظرک والرب لا یعذرک۔ جلدی نماز پڑھ لیجئے وقت آپکا منتظر نہیں رہیگا۔ اور خدا آپکا عذر نہیں سُنیگا۔ بادشاہ نے غصہ ہوکر اسے قید میں بھیجدیا۔ لوگ سفارش لیکر حجاج پاس گئے۔ اور کہا کہ شاید وہ دیوانہ ہے۔ کہ اس نے ایسی گستاخی کی۔ اسے معاف کردیجئے۔ حجاج نے جواب دیا۔ کہ اگر وہ اپنی دیوانگی کا اعتراف کرے۔ تو میں اُسے چھوڑ دونگا۔ جب یہ خبر اس بیگناہ کو پہنچی۔ اس نے کہا کہ معاذ اللہ لا ازعم ان اللہ ابتلانی وقد عافانی معاذ اللہ میں کیسے خدا پر جھوٹا الزام لگاؤں۔ خدا نے مجھے تندرست پیدا کیا ہے۔ جب حجاج نے اسکا جواب سُنا۔ بہت متاثر ہوا۔ اسکی سچائی اور ثابت الرائے ہونیکی وجہ سے اور اسکو چھوڑ دیا۔

جن دنوں یورپ میں مبارزت اثنین (Duel) یعنے دو شخص مدعا علیہ کا آپس میں اپنا حق ثابت کرنے کے لئے لڑنے کا رواج تھا۔ انگلستان میں سب پہلے آدمی اس بیرحمی اور ناانصافی کی رسم کے عیب ظاہر کرتے تھے برادری میں ذلیل ہونے کے خوف سے اکثروں کو ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی جانیں دینی پڑتی تھیں۔ مثلاً اگر کسی شریف آدمی کی اسکی برادری کا کوئی شرابی و

ahmadimuslim.de

آوارہ مزاج شخص کسیطرح توہین کرتا۔ تو برادری اُسے مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے مجرم سے اپنی ہتک عزت کا بدلہ لے اور معشوق تلوار و طمنچہ لیکر میدان قتال میں شرافت کی داد دیں۔ اگر کوئی انکار کرتا۔ وہ درجہ شرافت سے درکات ذلت میں گرجاتا۔ اور اہل برادری اسے بھلا مانس کہنا چھوڑ دیتے۔ اس خوف کے مارے ہر شخص اس مروجہ رسم کی اطاعت کیا کرتا۔ اور ہمیشہ ناگہانی اذیت اور موت کا نشانہ بنا رہتا۔ کسیکو اتنی جرأت نہ تھی۔ کہ وہ اس لغو قاعدہ کے خلاف زبان کھولتا۔ گو ایسے لوگ ضرور ان دنوں بھی ہونگے۔ جو ان کو بیہودہ اور مضر تصور کرتے ہونگے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں کی عقلیں اس درجہ پر نہ پہنچی ہوں۔ اور عربوں کی تہذیب و تمدن کا اثر اس وقت تک ان پر مؤثر نہ ہوا ہو۔

ان جسمانی اور روحانی شجاعتوں میں سے تعجب کی بات ہے کہ روحانی شجاعت کی کم قدری ہے۔ جسکی وجہ یہ ہو کہ بہادر سپاہی کو ہر کوئی شاباش دیتا ہے ساری دنیا اُسے سر پر بٹھاتی ہے اور اُسکا نام عزت سے لیتی ہے لیکن روحانی شجاع اول تو اپنی برادری میں مطعون بنتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ سارے میں بدنام ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں اخلاقی جرأت کم ظاہر ہوتی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہم دنیا سے ڈریں اور خوف کے مارے حق کو چھپائے رکھیں۔ اگر ایسا ہوتا اور سب آدمیوں پر بہیمیت غالب ہوتی۔ تو دنیا میں اصلاح و تہذیب کی اشاعت نہ ہوتی۔ مگر جو دل قدرت نے اعلیٰ سچے بنائے ہیں۔ وہ کبھی ایسی کمزوریوں سے متاثر نہیں ہوتے۔ حقیقت کا نور انہیں چمکتا ہے اور بطلان کی ظلمات و تاریک حجروں کو توڑ دیتا ہے۔

جب آنحضرت نے اپنے ملحد و بت پرست قبیلوں کو ہدایت کرنی شروع کی تھی جہلا نے ان کو کیسی تکلیفیں دیں اور اذیتیں پہونچائیں۔ یہانتک کہ آپکو کفار کے خوف سے اپنا وطن مالوفہ چھوڑنا پڑا۔ مگر آپنے اپنی حقیقی مستقل مزاجی اور اخلاص سے کام لیا۔ اور آخر وہی جانی دشمن جان نثار دوست و انصار بن گئے۔ جن کی مثالیں دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دیتیں۔

ایسے ہی لوتھر (Luther) نے جو خود رومن کیتھلک فرقہ کا بڑا پادری تھا اپنے پیر و مرشد پوپ (Pope) کے احکامات کی خرابیوں کو دیکھکر مخالفت کی جرأت کی۔ گو ابتدا میں اسے بہت ہی مصائب کا سامنا ہوا مگر آخر کار اسے ایسی کامیابی نصیب ہوئی کہ آج تمام عیسائی ممالک میں کروڑوں اسکی پیروی کرتے ہیں۔

ایسے ہی اصمعی نے لکھا ہے کہ ہارون الرشید نے ایک روز خوب دھوم دھام سے محفل جمائی اور بڑے جشن منانے کی تجویز کی حکیم ابوالعتاہیہ کو بھی مدعو کیا اور فرمائش کی کہ ہماری بزم عیش و عشرت کی تعریف میں کچھ کہئے حکیم ممدوح کو والی ملک کا ایسے جلسوں میں دل لگانا اور کار منصبی سے اغماض کرنا ناپسند آیا۔ نصیحت کے اشعار پڑھے اور موت یاد دلائی۔ آخری شعر یہ تھے:۔

فاذا النفوس تقعقعت * فی ظل حشرجة الصدور
فهناك تعلم موقنا * ما كنت الا فی غرور

یعنے جب جانکندنی کا وقت ہوگا۔ اور سانس اٹک کر آئیگا۔ تجھے ثابت ہوجائیگا کہ یہ سب دل لگی کی چیزیں محض دھوکہ کی ٹٹیاں ہیں۔ جن سے بچنا چاہئے۔ ہارون الرشید زار زار رونے لگے وزیر فضل ابن یحییٰ نے حکیم موصوف سے کہا۔ یہ کیا موقعہ نصیحت کا تھا تمنے خوش کرنے کے بدلے حضور کو رلا دیا؟ لیکن اس زندہ دل بادشاہ نے کہا۔ کہ "دعه فانه رآنا فی عمی فكره ان يزيدنا" رہنے دو۔ یہ ہمارے دلی خیرخواہ ہیں۔ ہمارا اندھاپن انہیں پسند نہیں آیا۔ اور یہ نہیں چاہتے کہ ہمارا مرض اور ترقی کر جائے۔ (باقی آئندہ)

تاریخ فتح

(از حکیم محمد شریف صاحب عظیم آبادی)

اس شہر عظیم آباد (پٹنہ) میں نسبت دو مسجدوں کے اہلحدیث و حنفی فرقے کے مابین مقدمہ دائر تھا۔ اسمیں اللہ تعالیٰ نے محض سے اہلحدیث کو کامیاب کیا۔ و مسجد متنازعہ میں اہلحدیثوں کو بدستور سابق ادائے نماز [illegible] ارکان کے ساتھ اجازت ملی۔ چنانچہ اوسکی فتحیابی کی تاریخ ترسیل خدمت ہے اگر اخبار اہلحدیث میں اسکو جگہ دیجئے۔ تو میں مشکور ہونگا۔

وهو هذا

اے مومناں مبارک شکر خدا الباری	حمد و صلوٰۃ برخواں برخاک نہ جبیں را
آں مسجدیکہ از تو با ظلم در گرفتند	با تو عطا نمودہ خلاق آں و اینہا
در ملک سال ہشتم در گوش فتح ملہم	مسجد ز دست رفتہ باز آمدہ۔ بگفتا

۱۳۲۳ھ

ahmadimuslim.de

مرزا صاحب اور مرزائیوں کو میں نے کیسا پایا۔

گزشتہ سے پیوستہ

مرزائیوں کے الہام پر نظر

الہام کی نسبت جس نے مجھے زیادہ حیرت میں ڈالا۔ میں نے سنا کہ متعدد مرزائیوں کو ہوتا ہے۔ منفصلہ بالا امور دیکھنے کے بعد یہ یقین نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ مرزائیوں کو الہام بمعنی اصطلاحی (خدا تعالیٰ کی طرف سے) ہوتا ہو۔ کوئی انکار وغیرہ ہوں تو بعید نظر آتا تھا۔ مرزائیوں کو بموجب قول انکے خواب آتے ہیں جو بمقابلہ حدیث رؤیا نبوی کے ہرگز سند نہیں سمجھے جا سکتے۔ ہاں میں نے یہ بھی سنا کہ بعض مرزائیوں کو اس قسم کا الہام بھی ہوا ہو۔ کہ یا تو انکی زبانیں خود بخود چلتی ہیں۔ یا کوئی آواز سنائی دیتی ہو۔ ماسٹر عبدالرحمن مدرس قادیان نے ایک دن کہا تھا۔ کہ مجھکو آواز بھی بعض دفعہ آتی ہو۔ اور بعض دوسرے موقع پر زبان بھی خود بخود چل پڑتی ہو۔ میں ایسی چیزوں کی کیفیت پر کوئی گفتگو کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ شائد علماء اس پر کچھ روشنی ڈال سکیں۔ مجھے اول یہ دکھانا ہو۔ کہ آیا یہ الہامات (میں انہیں بمعنی مطلق القاء کہونگا) آیا مرزائیوں سے خاص ہیں۔ یا کہ غیر مرزائیوں کو بھی ہو جاتے ہیں۔ اگر غیر مرزائیوں کو بھی ہو جاتے ہیں۔ تو پھر تابعت مرزا صاحب کیوجہ نہوئی بلکہ کئی اور اسباب بطور فن وغیرہ ٹھیرے۔ آیا جو آئندہ کے لئے ہوویں۔ وہ سب پوری بھی ہوتے ہیں۔ اور کہ کس قسم کے ہوتے ہیں۔ ہر ایک امر میں میں نمونہ کے طور پر کچھ ذکر کرونگا۔ جو مجھے اتفاقاً معلوم ہو گیا +

اسبارہ میں کہ آیا بعض انہیں سے کسی خاص قسم کے بھی ہیں۔ میں اسقدر کہتا ہوں کہ ایکدفعہ ماسٹر محمد الدین صاحب سابق کلرک دفتر و مہتمم بورڈنگ ہوس قادیان نے اتفاقاً مجھ سے ذکر کیا۔ کہ مولوی نوردین صاحب نے کہا تھا۔ کہ میں (حکیم صاحب) ایکدفعہ رام موہن رائے بنگالی کی کتاب پڑھ رہا تھا کہ مجھے الہام ہوا۔ کہ "ایس ماں ہادیو دی کتاب نہ پڑھ" (لفظ ہادیو کا فحش و شتم ہے۔ میں نے خوف گرفت قانون و شرافت کے خیال سے اسے سالم نہیں لکھا۔ ناظرین یار کا حرف آگے دل میں پڑھکر سمجھ سکتے ہیں +

اب خدا تعالیٰ فحش اور شتم کے الہام سے مبرا ہے۔ قرآن میں کفار پر غلظت کی گئی ہے۔ انہیں لعین کہا گیا ہے۔ مگر شتم اور فحش ہرگز ذکر نہیں ہوا فرج کا لفظ قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ مگر یہ لفظ عربی میں فحش نہیں ہے۔ فرج عام طور پر کشائش کو کہتے ہیں۔ سوراخ اور کشائش بمقابلہ تنگی پر بھی بولتے ہیں۔ ایسا ہی ایک کافر کی نسبت زنیم (بدکار) کا لفظ آیا ہے مگر وہ ہرگز شتم نہیں ہو۔ واللہ اعلم کہ یہاں حکیم صاحب کے الہام میں کیوں یہ فحش اختیار کی گئی۔ آیا ایسا ہو کہ بھی وہ خدائے منزہ قدوس موصوف بصفات کمال سے ہو سکتا ہو۔ ناظرین خود اسپر رائے زنی کریں +

اس امر کے بارہ میں کہ ایسے رسومات مرزائیوں سے خاص ہیں یا کسی اور کو بھی ہو جاتے ہیں۔ گزارش ہو کہ میں نے مرزا صاحب کی دافع البلاء میں پڑھا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ فلاں فلاں آدمی منشی الٰہی بخش وغیرہ مخالفین جو انکو ملہم خیال کرتے ہیں الخ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ غیر مرزائی بھی ملہم ہیں۔ اگر یہ کہا جاوے کہ انپر اعتقاد نہیں تو سخت زیادتی ہے۔ کیونکہ وہ سنجیدہ اور معتبر آدمی ہیں علاوہ بریں اندرون صحت مرزائیوں کے معتبر ہونے کی کیا دلیل ہوگی۔ کیونکہ سنجیدگی اور پوزیشن اور یوم الحساب کے ایمان میں جو خوف والا ہر سچائی پرکھنے کا خصوصاً ذریعہ ہو۔ ظاہراً وہ لوگ بمقدم مرزائیوں سے اچھے ہیں۔

اور پیر سراج الحق صاحب نعمانی مشہور ملہم مرزائی کبھی کبھی رات کو آکر بیٹھ جاتے اور میرے ساتھ باتیں یا کبھی مذہبی تکرار کرتے۔ ایکدن اثنائے گفتگو میں آپنے ابو سعید مذکور وغیرہ کے روبرو فرمایا۔ کہ میرے بڑے بھائی مرزا صاحب کے دعویٰ کے بڑے مخالف ہیں۔ اور کہ میں نے اس زلزلے کے آنے پر انہیں خط لکھا۔ کہ دیکھو مرزا صاحب کی پیشگوئی پر یہ زلزلہ آیا ہے۔ اور ابھی ایک اور مہیب زلزلہ آنے والا ہے۔ اب آپ ایمان لائیں۔ مجھکو (پیر صاحب کو) وہاں سے جواب آیا کہ گذشتہ زلزلہ آئندہ ماہ اپریل کی نسبت تو مجھے خود سابقاً الہام ہو چکا تھا۔ اور کہ چنانچہ میں نے (برادر پیر صاحب مخالف مرزا صاحب) دس بارہ ہزار خط جنکی ٹھیک تعداد مجھے کاتب مضمون ہذا کو یاد نہیں) مریدوں کے نام ہوشیار رہنے اور احتیاط کرنے کو بھیجے اور کہ میرے کسی مرید سے پوچھ لو۔ آخر میں نے اپنے سب مریدوں کو سمجھا تو نہیں دیا۔ پیر صاحب موصوف فرمانے لگے۔ کہ خط مذکور یعنی مرسلہ انکے بڑے بھائی موصوف سجادہ نشین) میں یہ بھی درج تھا کہ ساتھ ہی مجھکو (بلفظ پیر صاحب کو) الہام ہوا۔ کہ سلسلہ مرزائیہ نابود ہونے والا ہو تم (پیر صاحب) واپس آ جاؤ۔ انتہیٰ۔

باقی آئندہ

ahmadimuslim.de

وَتُرَدُّ علیٰ فقرآئِہم اگر نہوں یا کچھ حصہ انکو دیکر بھیجدے تو جائز ہے +

سوال نمبر ۲۶ - خطیب منبر پر کھڑا ہوتے وقت السلام علیکم کہے یا نہیں ازروئے قرآن وحدیث کیا حکم ہے؟ (محمد انوار الحسن - ضلع گیا)

جواب نمبر ۲۶ - بوقت شروع خطبہ امام کا السلام علیکم کہنا سنت ہے - حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم کہا کرتے تھے +

سوال نمبر ۲۷ - امام مسافر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور مقتدی جب باقیماندہ دو رکعت پورا کرنیکو کھڑا ہو - اسکے شامل دوسرا شخص نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ (ایضاً)

جواب نمبر ۲۷ - اس میں اختلاف ہے مگر اہلحدیث کا مذہب یہ ہے کہ دوسرا شخص ملکر نماز پڑھ سکتا ہے - کیونکہ وہ اپنی اپنی نماز میں مستقل ہے +

سوال نمبر ۲۸ - یہاں کے ہمارے اہلحدیث بھائی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو غیر صحیح بلکہ شرک سمجھتے ہیں - اسی لئے میں نے آپکو تکلیف دی ہے کہ آپ اس باہمی نزاع کو اٹھا دیں اور اصلاح بین اہلحدیث آپ پر فرض ہے اسکا جواب آپ مہربانی فرماکر اخبار اہلحدیث میں بحوالہ کتب معتبرہ چھپوا دیں تو عین نوازش ہوگی اور اللہ آپ کو جزائے خیر دیگا - فقط

جواب نمبر ۲۸ - کلمہ طیبہ کے دو حصے ہیں - ایک لا الہ الا اللہ - دوسرا محمد رسول اللہ - پہلا حصہ تو شرک کی نفی اور توحید کا صحیح ثبوت ہے دوسرا حصہ رسالت کا اقرار ہے - شرک کہاں ہے؟ اس کو شرک کہنے والے تو پنڈت دیانند اور انکے چیلے تمام دیانندی آریے ہیں مگر یہ انکی بے سمجھی ہے - شرک تو جب ہے کہ رسول کو خدا کی الوہیت میں ملایا جائے - جب کلمہ طیبہ کے دونوں حصوں کا مطلب الگ الگ ہے - ایک کا اقرار توحید - دوسرے کا اقرار رسالت - تو شرک کیونکر ہوا؟ ہاں بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ یہ کلمہ قرآن شریف میں اس طرح نہیں آیا - یہ بھی انکی غلطی ہے لا الہ الا اللہ بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور محمد رسول اللہ بھی ہے - ہاں ایک جگہ ملکر نہیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ قرآن شریف جو تیس پاروں کا مجموعہ ہے مسلمان آدمی سب کو مانتا ہے - اگر ایک حکم پہلے پارہ میں ہو اور ایک تیسویں میں تو عمل اور ایمان میں دونوں مجتمع ہوتے ہیں - گو الفاظ حکم اور الفاظ الگ الگ ہوں - پس کلمہ طیبہ کے دونوں جز اگرچہ قرآن شریف میں ایک جگہ مجتمع نہیں مگر مومنوں کی اعتقاد اور ایمان میں ایک جگہ مجتمع ہیں +

فتویٰ

سوال نمبر ۲۱ - ما تقولون فی ہذا الحدیث قال النبی ما طلعت الشمس ولا غربت بعد النبیین والمرسلین علیٰ احد افضل من ابی بکر رضی اللہ ہذا الحدیث صحیح او موضوع + (قادر بخش از دادو سندھ) +

جواب نمبر ۲۱ - مضمون صحیح ہے +

سوال نمبر ۲۲ - وتر واجب است یا سنت مؤکد؟ (ایضاً)

جواب نمبر ۲۲ - جمہور علماء کا حتیٰ کہ صاحبین ابو یوسف - محمد کا بھی یہی مذہب ہے کہ وتر سنت مؤکدہ ہیں - صرف امام ابو حنیفہ صاحب کا مذہب وجوب ہے + [illegible]

سوال نمبر ۲۳ - ذات باریتعالیٰ کی عرش کے اوپر ہے یا نیچے بھی ہے؟ (ایضاً)

جواب نمبر ۲۳ - ذات باریتعالیٰ شانہٗ عرش پر ہے اور فرش پر بھی ہے ہو معکم اینما کنتم (والتفصیل فی محلہ) +

سوال نمبر ۲۴ - خدا بخش مرحوم کے پانچ لڑکے عبدالرزاق - عبدالقادر - عبدالغنی - عبدالغفار - عبدالرحمن ہیں - عبدالرزاق خدا بخش کے سامنے مرگیا - جسکو عرصہ تخمیناً اٹھارہ سال کا ہوا - اب عبدالرزاق کا لڑکا عبدالحمید اپنے چچوں یعنی عبدالرزاق کے بھائیوں عبدالقادر وغیرہ سے اپنے باپ کا حصہ مانگتا ہے - آیا اسکو حصہ شرعاً پہونچتا ہے یا نہیں؟ نیز خدا بخش کی بیوی بھی موجود ہے اسکا بھی کس قدر حصہ ہے؟ بینوا توجروا - (عبداللہ از برام پور ضلع گونڈہ)

جواب نمبر ۲۴ - عبدالرزاق چونکہ باپ سے پہلے مرگیا ہے اسلئے وراثت اُس کی طرف منتقل نہیں ہوئی - جب اُسکی طرف نہیں ہوئی تو اُس کے بیٹے کیطرف بھی نہیں ہوگی - پس عبدالحمید وارث نہوگا - تمام مال خدا بخش کا باقی ورثاء کو ملیگا خدا بخش کی بیوی کا آٹھواں حصہ ہوگا +

سوال نمبر ۲۵ - (ا) زکوٰۃ نکالنے والے کو اختیار کل یا جزو خرچ کرنیکا دست خاص سے ہے یا کہ نہیں؟ (ب) وذی القربیٰ والیتمیٰ والمسٰکین کو دے سکتا ہے یا کہ نہیں؟ (ج) مسجد یا مدرسہ میں دے سکتا ہے یعنی خرچ کرسکتا ہے یا کہ نہیں؟ (د) مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کے متوکل لوگوں کو دے سکتا ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا

(راقم خریدار ۱۲۷)

جواب نمبر ۲۵ - (ا) ہے - (ب) دے سکتا ہے - (ج) نہیں - (د) اپنے شہر کے مساکین مقدم ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے - تُؤخَذُ مِن اَغنِیَائِہِم

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

آخر مسلمانوں کی دعائیں قبول ہوئیں کہ سلطان المعظم اور دول یورپ کا جھگڑا سلطان کے استقلال سے مٹ گیا۔ مژدہ ہو کہ مقدونیہ میں دول یورپ کے وکیل مالی مشیر ہو گئے جنمیں ایک ترک بھی ہوگا۔ اور انکی رپورٹ پر جو حکم سلطان المعظم منظور فرماویں گے وہی نافذ ہوگا۔ چلو جی جھگڑا ختم شد۔

اس ہفتہ مسلمانوں کی خوش قسمتی سے خواجہ غلام الثقلین صاحب امرتسر تشریف لائے۔ ایک لیکچر آپکا اسلامیہ سکول میں اصلاح رسوم کے متعلق ہوا۔ دوسرا مولوی ثناء اللہ صاحب کے اصرار سے انجمن نصرت الاسلام کے زیر اہتمام ہوا۔ مولوی صاحب موصوف نے خواجہ صاحب کی یادگار میں سو نسخہ رسالہ رسوم اسلامیہ کا مفت تقسیم کیا۔ (سکرٹری انجمن)

پنجاب کے دار السلطنت (شہر لاہور) میں مسلمانوں کا ایک جلسہ ہوا جسنے ملک معظم ایڈورڈ کو تار دیا کہ سلطان المعظم ہمارے مذہبی بادشاہ ہیں ان سے بگاڑ نہ کرنا چاہیے۔ مگر سہ رموز مملکت خویش خسروان دانند۔

ہمارے دوست مولوی ابو رحمت صاحب میرٹھی کے ہاں فرزند نرینہ پیدا ہوا ہے۔ آپنے اس خوشی میں کتابوں کی قیمت اخیر ذی قعدہ تک نصف کر دی ہے۔ پتہ دفتر النذیر میرٹھ +

شکر ہے کہ مہاشہ جگہ دت (سابق منشی محمد عبداللہ) جو یکم نومبر کو لاہور میں آریہ بنے تھے۔ ۱۱ دسمبر کو لاہور میں مسلمان ہو گئے۔ انکا مفصل لیکچر خود انکا لکھا ہوا آئندہ ہفتہ درج ہوگا۔

شاہزادہ صاحب بلند اقبال مع لیڈی صاحبہ ۱۱ دسمبر کو امرتسر تشریف لائے۔ مخلوق کا ہجوم ایسا تھا کہ بلا مبالغہ تل پھینکنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ لیکن اس تمام سیاحت کی نسبت سوچنے والے دلوں میں یہ خیال اٹھتا ہے کہ یہ سیاحت رعیت کے فائدہ کے لئے ہے یا شاہزادہ صاحب کی محض تفریح کیلئے؟ اگر رعیت کے فائدہ کیلئے ہے تو کیا فائدہ؟ اور اگر تفریح ہے تو خرچ کس کا ہوتا ہے؟

لڑکانہ علاقہ سندھ میں نو مسلموں کی تعداد ۲۶۹ تک پہنچ گئی +

بے تار کے برقی ذریعہ سے سررشتہ ٹیلیگراف نے کلکتہ سے جزیرہ انڈمان سے کلکتہ کو آنے جانے والے جہازوں پر پیغام پہنچانے کا اعلان کر دیا ہے +

کانگڑہ کے زلزلہ زدگان کے امدادی فنڈ کی تعداد یکم ماہ حال کو ۲۳ لاکھ ۴۲ ہزار ۱۲ سو ۱۲ روپیہ تک پہنچ گئی +

لوکیس مجسٹریٹ کلکتہ نے ایک بنگالی طالب علم کو کہ جس نے پولیس کے کام میں مداخلت کر کے "بندے ماترم" کا شور مچایا۔ اور ایک قیدی کو پولیس کی حراست سے چھڑانے کی کوشش کی اور شارع عام میں شور مچایا ۱۸ ضرب تازیانہ کی سزا دی +

تمام پنجاب کی خشک زمینوں میں فصل ربیع کی تخم ریزی کرنے کے لئے بارش کی سخت ضرورت ہے۔ اللّٰھم اسقنا +

کانگڑہ کے تمام حلوائیوں اور دکانداروں نے غیر ملک کی بنی ہوئی شکر نہ استعمال کرنیکا عہد کر لیا ہے +

نواب محسن الملک سکرٹری محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڈھ الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ (مبارک!)

مسٹر بالفور وزیر انگلستان مستعفی ہو گئے۔ ملک معظم نے سر ہنری کیمبل بینر کو طلب فرمایا ہے +

روس کی حالت ایک عظیم سازش میں شریک ہونے کے شک میں امپیریل گارڈ کے بہت سے سپاہی اور افسر ارنکو سیلو میں گرفتار کئے گئے۔

روس کی موجودہ حالت کا عکس پیرس کی منڈی میں ظاہر ہوا ہے۔ جہاں روسی ہنڈوی کی قیمت بہت گھٹ گئی ہے۔ فرانس میں روسی سٹاک کے پانچ سو ملین سٹرلنگ ہیں۔ سکوں کی ادائیگی کے لئے تشویش ظاہر کیجاتی ہے۔

کیف میں بغاوت ہوئی مفسد منتشر کیا اور کالکوں میں خوب لڑائی ہوئی جانبین کے بہت سے آدمی مجروح ہوئے اڈیسہ کے یہودیوں نے ایک درخواست روسی حدود کی مہذب اقوام سے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ یہودیوں کا نام و نشان مٹانے کیلئے سپاہ برانگیختہ کیجا رہی ہے۔ اس بے نظیر افسوسناک سانحہ کا انسداد کیا جاوے +

احکام سلطانی تاکیداً صادر ہوئے ہیں کہ آہنی سامان اور دوسری ضروری چیزیں حمیدیہ حجاز ریلوے کیواسطے بہت جلد روانہ کیجائیں تاکہ لائن جلدی تیار ہو جاوے۔ حجاز ریلوے کیواسطے پتھر کا کوئلہ انگلستان سے خرید کیا جانا تھا ایک ہزار ٹن ضروری مقدار کا آرڈر دیدیا گیا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وقت معینہ پر مال بندرگاہ بیروت اور حیفا پر

ahmadimuslim.de

قابل دید کتابیں

تفسیر ثنائی اردو — اس تفسیر کی پوری کیفیت تو دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے ہندوستان کے مختلف حصوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی گئی ہے نہایت دلپذیر طرز سے لکھی گئی ہے تفسیر کو دو کالم میں ایک میں الفاظ قرآن مع ترجمہ بامحاورہ کے درج ہیں۔ دوسرے کالم میں ترجمے کے لفظوں کو تفسیر میں ایسے کر تشریح کی گئی ہے۔ نیچے حواشی میں مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بدلائل عقلیہ و نقلیہ دیئے گئے ہیں۔ ایسے کہ باید و شاید۔ تفسیر کے پہلے ایک مقدمہ ہے جس میں ایک زبردست دلائل عقلی و نقلی سے آنحضرت کی نبوت کا ثبوت ہے ایسا کہ مخالف کو بھی (بشرط انصاف) ماننا پڑے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے چارہ نہ ہو۔ جنمیں سے سردست چار جلدیں تیار ہیں۔ جلد اول سورۂ فاتحہ و بقر قیمت عہ/ جلد دوم سورۂ آل عمران تا نساء قیمت عہ/ جلد سوم سورۂ مائدہ۔ انعام۔ اعراف عہ/ جلد چہارم تا سورۂ نحل (بنی اسرائیل) عہ/ چاروں جلدوں کو ایک ہی خریدار سے مع محصولڈاک صرف ۲ روپے۔

تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن عربی — اس طرز پر آج تک کوئی تفسیر نہیں لکھی گئی۔ بڑی خوبی اسمیں یہ ہے کہ ہر آیت کے معنی پر کسی دوسری آیت سے استدلال یا استشہاد ضرور ہے مشکل مقامات پر ترکیب نحوی بھی بتلائی گئی ہے معقول طلب مقامات کو معقول طریق سے حل کیا گیا ہے غرض عربی سلسلہ میں ایک قابل قدر تفسیر ہے کل تفسیر کی قیمت عہ/ کم استطاعت طلباء اور علماء سے عہ/

تقابل ثلثہ — یعنی توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ۔ صفحہ کے تین کالموں میں تینوں کتابوں کی اصل عبارتیں منقول ہیں نیچے حواشی میں مفصل بحث کر کے قرآن شریف کی فضیلت ثابت کی گئی ہے علمائے عیسائیت کی بحث کا نقلی فیصلہ ہے

آیات متشابہات — اصول تفسیر اور آیات متشابہات کی تحقیق قیمت ۳ر

الہامی کتاب — وید اور قرآن کے الہام پر مسلمان اور آریہ عالموں کی مفصل بحث۔ قرآن مجید کے الہامی ہونے کا کامل ثبوت نامہ بحث کیا ہے۔ تمام مباحث کا فیصلہ ہے۔

بحث تناسخ — تناسخ اور مادہ کا ابطال ۳ر تہذیب ہنود ۲ر ہم فرائض ۲ر

ملنے کا پتہ مینجر مطبع اہل حدیث امرتسر

مجرب دوائیں

عرق ماء اللحم انگوری دو آتشہ — یہ عرق ایسی بیش قیمت ادویہ سے کشید کیا جاتا ہے جو اعلیٰ درجہ کی مقوی ہیں مصفی خون۔ مقوی معدہ۔ مزیل نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصر۔ لقوہ اور رعشہ وغیرہ میں۔ یہ عرق اعضاء رئیسہ و شریفہ کو قوت دینے کے سوا حسن بدن اور مفرح القلوب بھی اعلیٰ درجہ کا ہے قیمت نصف بوتل عہ/ پوری بوتل عا/ تین بوتل عہ/ تین روپے سے زیادہ کے خریدار کو بحساب عہ فی بوتل۔

طلاء — جو لوگ جوانی کی غلط کاریوں اور بے اعتدالیوں کے سبب شادی کرنے کو موت کا سامنا خیال کرتے تھے تو اس پر ضرور طلا کے استعمال سے بالکل صحیح ہو گئے۔ اس کے ہمراہ ہماری لائف پلز (جوب حیات) کا استعمال ہو اندرونی اعصاب کا نقص بالکل دور ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی تین روپے (سے)

جواہر ہاضمہ — اگر آپکا ہاضمہ درست نہیں تو اسکی ایک شیشی نوش فرمادیں بفضلہ تعالیٰ کل امراض معدہ سے محفوظ رہینگے قیمت فی شیشی ۲ اونس عہ/

لائف پلز جوب حیات — اگر آپنے کوئی امتحان پاس کرنا ہے۔ یا اگر آپ ہمیشہ روزانہ مولوی و کثرت محنت سے درماندہ ہوں یا پیری میں جوانی کا حظ اٹھائیں۔ تو اسکو اپنی جیب میں رکھیں لائف پلز کا تین بکبر گمگشتہ کو بحال شدہ طاقت کو واپس لاتا ہے معمولی کمزوری صرف پانچ چھ دنمیں دور ہو جاتی ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف اعصاب۔ ضعف دماغ۔ ضعف بصر۔ ضعف معدہ۔ سیلان۔ سرعت۔ رقت۔ سلسل بول۔ تقطیر البول۔ لقوہ و رعشہ کیواسطے درحقیقت لاجواب دوا ہے۔ قیمت فی بکس ۴۸ گولیاں (عہ)

جوہر مصفی خون — فساد خون۔ تر و خشک خارش۔ خنازیر۔ بھگندر۔ پھنسی۔ پھوڑا کو بہت جلد فائدہ کرتا ہے حفظ تقدم کے طور پر استعمال کرنے سے امراض وبائیہ سے نجات ملتی ہے فی شیشی خورد عہ/ کلان عا/

سرمہ عزیزی — اسکی ایک سلائی آنکھوں کے تمام سبب سے جیپ آشوب دھند۔ غبار۔ جالا۔ سرخی وغیرہ کو نابود کرتی ہے ہمیشہ کا استعمال نظر کو آخر تک سالم رکھتا ہے قیمت فی تولہ عہ/ نمونہ کا خانہ سرمہ (عہ)

المشتہر حکیم محمد ابراہیم شہتی چوک ہری سنگھ امرتسر

حسب الارشاد مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب مولوی ثناء اللہ جنرل مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپکر شائع ہوا۔